ادار یہ

عیدالفطر...... خوشیوں اور مسرتوں کا روز!

یکم شوال اہل اسلام کے لئے مغفرتوں اور رحمتوں کے ساتھ ساتھ خوشیوں اور مسرتوں کا پیغام لے کر آتا ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کی خوشی میں شریک ہوتا ہے اور اپنی خوشی میں اسے شریک کرتا ہے اس طرح یہ دن تمام مسلمانوں کی اجتماعی مسرت وشادمانی کا دن بن جاتا ہے۔ لیکن.......

کیا ایک مسلمان کو حقیقی مسرت حاصل ہو سکتی ہے جب اسکے بے گناہ بھائیوں کو اس حالت میں خون میں نہلادیا جائے۔ کہ وہ رب ذوالجلال کے سامنے سر بسجود ہوں۔

کیا ایک مسلمان صحیح معنوں میں خوشی کا اظہار کر سکتا ہے جب اس کی بہنوں کی عزت تار تار کی جارہی ہو۔ ان کی عصمت کو پامال کیا جارہا ہو۔ وحشیانہ طریقہ سے ان کے نازک اعضاء کو کاٹا جارہا ہو۔ جب سہاگنوں کے سہاگ لوٹے جارہے ہوں۔ جب بچوں کو یتیم اور یتیموں کو کفر کی گود میں دیا جارہا ہو۔ جب مکینوں سمیت مکان جلائے جارہے ہوں۔ کیا اس حالت میں ذرہ برابر بھی خوشی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔

کیا قبلہ اول کی سرزمین میں نمازیوں کے خون سے ہولی نہیں کھیلی گئی۔ کیا بوسنیا اور کشمیر میں عصمت قربان کرنے والیوں کی صدائیں ہمارے کانوں میں نہیں پہنچ رہیں۔ کیا مغرب اور ہندوؤں کے ظلم کا شکار ہونے والوں کی آہیں ہمیں نہیں پکار رہیں۔ کیا صومالیہ میں بھوک و افلاس کا شکار ہونے والوں کی سسکیاں ہمیں نہیں سنائی دے رہیں۔ کیا افغانستان میں آپس میں نبرد آزما ہونے والوں کے دھماکے ہمارے دلوں کو نہیں لرزا رہے

ہیں مگر پھر بھی.....

بے حس مسلمان خواب غفلت میں۔ نہیں نہیں .... عیش و عشرت میں پڑا ہوا ہے وہ اپنے وطن کو امن کا گہوارہ بنانے کے بجائے بدامنی ولاقانونیت کا مظہر بنا رہا ہے۔ وہ اپنی عزتوں کا محافظ بننے کے بجائے اجتماعی آبروریزی کر رہا ہے۔ وہ حیادار چہروں پر نقاب ڈالنے کے بجائے انہیں سرعام بے لباس کر کے اپنی غیرت کا جنازہ نکال رہا ہے۔ وہ اپنے عارضی اقتدار کے لئے دین 'ایمان' حمیت 'غیرت' عزت اور اخلاق غرض سب کچھ قربان کر رہا ہے مال و زر کے حصول کے لئے ضمیر و ایمان فروشی کی ایسی مثالیں قائم کر رہا ہے اور ایسے انوکھے طریقے دریافت کر رہا ہے کہ عقل سر پیٹ کے رہ جاتی ہے اور تو اور جن سے کچھ خیر و بھلائی کی امید تھی وہ بھی ایمان کا دامن جھاڑ کر بے غیرتوں کی صف میں کھڑے ہو گئے ہیں اور درد دل رکھنے والے چند اہل علم جو باقی ہیں وہ حیران و پریشان ہیں کہ کیا کریں۔ اور کدھر جائیں؟

یہ چند مٹھی بھر علماء آخر کیا کر سکتے ہیں؟ کچھ بھی تو نہیں۔ یہ وارثان نبوت بہت کچھ کر سکتے ہیں اگر ۳۱۳ نہتے کفر کے ستونوں کو گرا سکتے ہیں اگر مٹھی بھر اصحاب طاغوت کے جالوت کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتے ہیں اگر طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم گنتی کے جانثاروں کیساتھ دیار غیر میں جا کر بے مثال فتوحات حاصل کر سکتے ہیں تو پھر اس فرمان الٰہی پر ایمان اور زیادہ مضبوط ہو جانا چاہئے۔ کہ

کم من فئتہ قلیلہ غلبت فئتہ کثیرۃ باذن اللہ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ حاملین علوم نبوت خود میں اخلاص پیدا کریں۔ مقصد

نبوت کو پیش نظر رکھیں۔ دنیا و مافیہا کے بجائے آخرت پر نگاہ رکھیں۔ اسباب کے بجائے توکل علی اللہ پر انحصار کریں۔ اپنے رب کے ساتھ تعلق مضبوط کر کے انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے میدان میں نکل آئیں تو پھر......

انشاء اللہ ایک قلیل عرصہ کے صبر و عزیمت کے بعد ہر روز مسلمانوں کے لئے روز عید ہو گا۔ خوشی و مسرت کا سماں ہو گا۔ تب فرحت و شادمانی کا اظہار بھی بجا ہو گا۔

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

اس وقت علماء کرام پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ کفر و باطل کی چالوں کو سمجھیں اپنی صفوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کریں۔ کتاب و سنت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ فحاشی و بے حیائی کی بڑھتی ہوئی یلغار کو روک لیں۔ نمونہ اخلاص اور اخلاق بن کر سارے عالم میں خوشبو کی طرح پھیل جائیں۔ نور کی طرح چھا جائیں اور خس و خاشاک کی طرح کفر و ضلالت کو بہا لے جائیں۔

اللہ تعالیٰ جلد ہمیں حقیقی مسرتوں خوشیوں اور شادمانیوں سے ہم کنار کریں۔ آمین